تقویٰ اپنانے کے طلبگاروں کیلئے کتابِ ہدایت

عبداللہ محمد سعید سنابلی

ذلک الکتب لا ریب فیہ ھدی للمتقین○

''اس کتاب (کے اللہ کی کتاب ہونے) میں کوئی شک نہیں۔ پرہیزگاری کو راہ دکھانے والی ہے۔''

اللہ تعالیٰ نے حالات وظروف کے اعتبار سے ہر نبی کو کچھ نہ کچھ معجزے عطاء فرمائے۔ چنانچہ موسیٰ علیہ السلام کے دور میں جادوگری کا زور تھا' اس لئے اسی کی مناسبت سے اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو عصا (لاٹھی جو زمین پر ڈالنے سے سانپ بن جاتی تھی) اور ید بیضاء (جب موسیٰ علیہ السلام اپنی ہتھیلی بغل میں دبا کر واپس نکالتے تو بغیر بیماری کے ہتھیلی چمکنے لگتی) کا معجزہ عطاء کیا۔ جس کے سامنے ساحرانِ فرعون گھٹنے ٹیکنے پر مجبور ہو گئے اور جب عیسیٰ علیہ السلام کو مبعوث فرمایا تو طب اوجِ کمال کو پہنچی ہوئی تھی۔ لہٰذا اسی کے مطابق اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کو اپنی اجازت سے مردوں کو زندہ کرنے' مٹی کی چڑیوں کو زندگی عطا کرنے' مادر زاد اندھوں اور کوڑھیوں کو شفا عطا کرنے جیسے معجزوں سے نوازا تو اس دور کے اطباء حیران رہ گئے' نیز اسی طرح جب اللہ جل شانہ نے خاتم المرسلین جناب محمد ﷺ کو تاج نبوت پہنایا تو اس وقت عربوں کو اپنی زبان دانی پر بڑا ناز تھا۔ حتیٰ کہ وہ غیر عرب کو عجمی (گونگا) کہہ کر پکارا کرتے تھے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے اسی کی مناسبت سے آپ ﷺ کو بہت سارے معجزات کے ساتھ قرآن کا معجزہ عطا فرمایا اور اسے فصاحت وبلاغت کا ایسا سرچشمہ بنا دیا کہ بڑے بڑے ماہر زبان داں یہ اعتراف کرنے پر مجبور ہو گئے کہ اس جیسا کلام کوئی انسان نہیں پیش کر سکتا ہے' پس یہ ثابت ہو گیا کہ س کتاب کے من اللہ ہونے میں کوئی شبہ نہیں' لہٰذا اس پر ایمان و یقین رکھنا اور عمل پیرا ہونا ہی کامیابی کی ضمانت ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا طریقہ رہا ہے کہ اپنے معجزہ اور قدرت کے ذریعہ حق کو ثابت کرتا ہے۔ نیز رسولوں اور نبیوں کی رسالت وسچائی کو واضح کرتا ہے۔

سورۃ بقرہ کی اس ایت کی مزید وضاحت سے پہلے اس کے اندر موجود الفاظ کی شرح ووضاحت بہتر ہوگی۔

﴿ذلک﴾ یہ اسم اشارہ ھذا (یہ) کے معنی ہے اور ایسا کلام عرب میں مستعمل ہے اور خود قرآن کے دوسرے مقامات پر بھی اس اسلوب بیان کو اللہ تعالیٰ نے استعمال کیا ہے۔ چنانچہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں ﴿ذلک الکتاب أی ھذا الکتاب﴾ یعنی ﴿ذالک الکتاب﴾ (وہ کتاب) ﴿ھذا الکتاب﴾ (یہ کتاب) کے معنی میں ہے۔ (تفسیر ابن کثیر تفسیر سورۃ البقرہ)

﴿الکتاب﴾ حروف وکلمات کے مجموعے کا نام کتاب ہے اور یہ فرض' حکم اور قدر کے معنی میں بھی مستعمل ہے۔ یہاں پر کتاب سے کیا مراد ہے۔ اس کے بارے میں مفسرین کی مختلف آراء ہیں' لیکن صحیح قول کے مطابق یہاں کتاب سے مراد قرآن ہے' جیسا کہ قرآن میں دوسری جگہوں پر بھی اللہ تعالیٰ نے قرآن کو کتاب کہا ہے۔

﴿الم○ تنزیل الکتاب لا ریب فیہ من رب العالمین﴾ (السجدۃ ۱'۲)

ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

﴿والکتاب القرآن ومن قال إن المراد بذلک الکتاب الإشارة إلی التوراة والإنجیل کما حکاہ ابن جریر و غیرہ فقد أبعد النجعة وأغرق فی النزع وتکلف ما لا علم لہ﴾ کتاب سے مراد قرآن ہے اور جس نے یہ کہا کہ ذلک الکتاب میں اشارہ تورات وانجیل کی طرف ہے' اس نے دور کی کوڑی پیش کی اور اختلاف میں ڈوب گیا اور ایسی چیز گھڑی جس کا اسے علم نہیں ہے۔

﴿ریب﴾ یہ تین معانی میں مستعمل ہے۔ شک' حاجت' تہمت (قرطبی ج ا تفسیر البقرۃ) اور یہاں پر یہ شک کے معنی میں قرآن کے اندر استعمال ہوا ہے۔ یہاں پر ارشاد کے معنی ہے۔

﴿ھدایت﴾ کے بھی دو معنی ہیں۔ توفیق دینا جو اللہ کے ساتھ خاص ہے اور ارشاد ورہنمائی کرنا جو عام ہے اور دونوں معنی میں ہے۔

﴿اھدنا الصراط المستقیم﴾ کے ضمن میں اس پر قدرے تفصیل سے گفتگو گذر چکی ہے۔

﴿متقین﴾ یہ وقایہ سے مشتق ہے۔ بچاؤ اور ڈھال کے معنی میں۔ سوال یہ اٹھتا ہے کہ تقویٰ ہے کیا چیز جس کو اللہ تعالیٰ اس کے مشتقات کے ساتھ قرآن مجید کے اندر بار بار ذکر فرماتا ہے۔ چنانچہ امام قرطبی رحمہ اللہ ابی ؓ کا قول ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

﴿سال عمر بن الخطاب ؓ ابیا عن التقوی فقال هل أخذت طریقا ذا شوک؟ قال نعم قال فما عملت فیہ؟ قال تشمرت وحذرت قال فذاک التقوی﴾ (تفسیر قرطبی ج ا تفسیر سورۃ البقرۃ)

''عمر بن الخطاب ؓ نے ابی ؓ سے تقویٰ کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے کہا کہ کیا آپ کا گذر کسی خاردار راستے سے ہوا ہے۔ جو جواب دیا کہ ہاں' پھر سوال کیا کہ اس وقت آپ نے کیا کیا......؟ آپ نے فرمایا کہ میں نے دامن سمیٹ لیا اور بچ بچا کر نکل گیا۔ ابی ؓ نے فرمایا کہ یہی تقویٰ ہے۔

تقویٰ ہی کے سلسلے میں امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی صحیح کتاب الایمان کے اندر باب ﴿قول النبی ﷺ بنی الإسلام علی خمس﴾ کے تحت ابن عمر ؓ کا یہ قول ذکر کیا ہے:

﴿قال ابن عمر : لا يبلغ العبد حقيقة التقوى حتى يدع ما حاك في الصدر﴾ (صحیح بخاری ج۱)

''بندہ تقویٰ کی حقیقت کو نہیں پاسکتا' یہاں تک کہ ہر وہ چیز جو دل کے اندر کھٹک پیدا کرتی ہے ترک کر دے۔''

اسی طرح سے تقویٰ ہی کے بارے میں کتاب الایمان میں باب ﴿إذا قال والله لا أتكلم اليوم﴾ کے تحت امام مجاہد رحمہ اللہ کا یہ قول ذکر کرتے ہیں

﴿وقال مجاهد كلمة التقوى لا إله إلا الله﴾ ''کلمہ تقویٰ لا الہ الا اللہ ہے۔''

تقویٰ کا محل کیا ہے اس کے بارے میں زبان رسالت گویا ہے:

﴿لا تحاسدوا ولا تناجشوا ولا تباغضوا ولا تدابروا ولا يبع بعضكم على بيع بعض وكونوا عباد الله إخوانا' المسلم أخو المسلم لا يظلمه ولا يخذله ولا يحقره التقوىٰ ههنا ويشير إلى صدره ثلاث مرات بحسب امرىء من الشر أن يحقر أخاه المسلم كل المسلم على المسلم حرام دمه وماله وعرضه﴾ (صحیح مسلم کتاب البر' باب تحریم ظلم المسلم وخذلہ واحتقارہ ج۱۶)

''آپس میں حسد نہ کرو' ایک دوسرے پر بڑھ کر بولی نہ لگاؤ' بغض مت رکھو اور ایک دوسرے کی ٹوہ میں نہ لگو اور نہ ہی تم میں سے کوئی کسی بیع پر بیع کرے اور اے اللہ کے بندو آپس میں بھائی بھائی بن جاؤ۔ مسلمان مسلمان کا بھائی ہے۔ نہ تو اس پر ظلم کرتا ہے' نہ اس کو رسوا کرتا ہے اور نہ ہی اس کی تحقیر کرتا ہے۔ تقویٰ یہاں ہے اور اپنے سینے کی طرف اشارہ کر رہے تھے۔ تین بار (آپ نے ایسا کیا) آدمی کی برائی کیلئے یہی کافی ہے کہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر سمجھے۔ ہر مسلمان کا خون' مال اور عزت دوسرے مسلمان پر حرام ہے۔''

ان احادیث اور اقوال صحابہ وتابعین کی روشنی میں تقویٰ کا معنی ومفہوم اور اس کی حقیقت کھل کر سامنے آجاتی ہے۔ جس کی بنیاد لا الہ الا اللہ کے اقرار اور کفر بالطاغوت سے پڑتی ہے اور اس وقت کمال کو پہنچ جاتا ہے' جب بندہ چھوٹی سے چھوٹی چیز کے اندر بھی شیطانی پھندوں سے بچتا ہوا رب کی رضامندی تلاش کرتا ہے اور دل کے اندر ہر کھٹکنے والی چیز کو ترک کر دیتا ہے۔ یعنی شرک سے اجتناب اور خوف کے بغیر تقویٰ کا تصور ہی نہیں' جیسا کہ امام مجاہد رحمہ اللہ کے مذکورہ بالا قول سے واضح ہے۔ چنانچہ ابن عباس رضی اللہ عنہما ﴿هدى للمتقين﴾ کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں

﴿هدى للمتقين قال هم الذين يتقون الشرك بي ويعلمون بطاعتي﴾

''متقیوں کیلئے ہدایت ہے یعنی وہ لوگ جو میرے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانے سے بچتے ہیں اور میری اطاعت کرتے ہیں۔

انبیاء کرام علیہم السلام جو اللہ کے سب سے افضل اور متقی بندے تھے' ان کی دعوت کا اسلوب بھی یہی بتاتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے ان متقیوں کو اپنا دوست بتایا ہے اور یہ واضح ہے کہ انبیاء سے بڑھ کر اللہ کا دوست کوئی نہیں ہوسکتا ہے۔ لہٰذا شرک اور تقویٰ دونوں یکجا نہیں ہوسکتے۔ نیز تقویٰ کا مفہوم صرف شرک سے اجتناب ہی میں منحصر نہیں ہے' بلکہ پورے دین پر عمل کو شامل ہے۔ اس کے بغیر تقویٰ کا مفہوم ناقص ہوگا' جیسا کہ ابن عباس ﷺ کی تفسیر سے واضح ہے اور اخلاص کو اس میں مرکزیت حاصل ہے' جیسا کہ مذکورہ بالا حدیث سے پتہ چلتا ہے' جس کی تشریح یہ حدیث کرتی ہے۔

﴿إن الله لا ينظر إلى صوركم وأموالكم ولكن ينظر إلى قلوبكم وأعمالكم﴾ (صحیح مسلم' کتاب البر والصلۃ)

''اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں اور مالوں کو نہیں دیکھتا' بلکہ تمہارے دلوں اور اعمال کو دیکھتا ہے۔''

اس سے واضح ہوا کہ اگر کوئی شخص شرک سے بچتا ہے' لیکن پورے دین پر مکمل طور سے عمل نہیں کرتا' بلکہ صرف گفتار کا غازی ہے تو وہ متقی نہیں ہے اور اگر کوئی پورے دین پر اخلاص کے ساتھ عمل کرتا ہے' لیکن شرک سے نہیں بچتا تو وہ بھی متقی نہیں۔ نیز اگر کوئی شرک سے کلی طور اجتناب کرتا ہے' پورے دین پر مکمل طور سے عمل بھی کرتا ہے' لیکن اخلاص کا فقدان ہے تو وہ بھی متقی نہیں بلکہ تقویٰ کا نام ہے شرک سے کلی اجتناب اور اخلاص کے ساتھ دین پر مکمل طور سے عمل پیرا ہو جانے کا۔ لہٰذا جو لوگ اس معیار پر پورا اتریں وہی متقی ٹھہرے۔

اس تشریح کی روشنی میں آیت کا معنی یہ ہوا کہ کچھ لوگوں کو قرآن کے کلام الٰہی ہونے میں شبہ تھا۔ جس شبہ کی اللہ تعالیٰ نے تردید کی اور تردید بھی اس طرح کی کہ ان کو اس چیز میں چیلنج کیا' جو ان کا اوڑھنا بچھونا تھا اور جس پر انہیں ناز تھا۔ چیلنج یہ تھا کہ وہ اس جیسا کلام نہیں پیش کرسکتے اور حروف مقطعات جو روزمرہ میں مستعمل الفاظ کے مجموعے ہیں' ان کا معنی بھی نہیں بتا سکتے۔ لہٰذا جب یہ ثابت ہوگیا کہ کوئی انسان اس جیسا کلام نہیں پیش کرسکتا تو پھر یہ بھی ضروری ٹھہرا کہ وہ اس کے کلام الٰہی ہونے کا اقرار کرے اور یہ تمہید ہے اس پیغام کی جو اللہ تعالیٰ انسانیت کو دینا چاہتا ہے۔ (کیونکہ پیغام اسی وقت لائق اعتنا ہوگا' جب اس کی حقانیت واضح ہو گی۔) اور وہ پیغام یہ ہے کہ قرآن ان لوگوں کیلئے کتاب ہدایت ہے' جو تقویٰ کی روش اختیار کرنا چاہتے ہیں' لہٰذا رہنمائی اسی سے حاصل کرنی چاہئے اور اسی کی رہنمائی حاصل کرنے میں سعادت دارین ہے' کیونکہ یہ رہنمائی اس احکم الحاکمین کی بتائی ہوئی ہے' جو سارے جہان کا پالنہار ہے۔

آیت کے آخری ٹکڑے سے یہ سوال اٹھ سکتا ہے' کہ جب ایک شخص متقی ہے ہی' تو پھر اس کی ہدایت کی بات کیسی.....؟ اس بارے میں امام سیوطی رحمہ اللہ کی تفسیر اس اشکال کو زائل کرنے میں کلیدی حیثیت رکھتی ہے۔ چنانچہ وہ (جالین میں) ﴿هدى للمتقين﴾ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

﴿السائرين إلى التقوى﴾

جو لوگ تقویٰ کی روش اختیار کرنا چاہتے ہیں اور یہ بات قرین قیاس بھی معلوم ہوتی ہے کہ کیونکہ جو معتند ہوگا' اس کے سامنے لاکھوں دلائل پیش کر دیئے جائیں گے تو بھی وہ اس کو تسلیم نہیں کرے گا۔ لہٰذا ہر شخص کو ہدایت کی توفیق اور تقویٰ و رہیز گاری کی دعا کرنی چاہئے' یہی باعث نجات ہے۔ واللہ الموفق۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆